جمعرات | 20-اگست 1998ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

213029

CPL 61

جمعرات 20 اگست 1998ء 26 ربیع الثانی 1419 ہجری 20 ظہور 1377 ہش | جلد 48-83 نمبر 181

ادائیگی میں بہتر بنو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کسی سے اونٹ قرض لیا اور جب واپس کیا تو زیادہ بہتر اونٹ واپس کیا اور فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو ادائیگی میں بہتر رویہ اختیار کریں۔

(ترمذی ابواب البیوع باب استقراض البعیر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

عدل کی حالت یہ ہے جو متقی کی حالت نفس امارہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس حالت کی اصلاح کے لئے عدل کا حکم ہے۔ اس میں نفس کی مخالفت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے لیکن نفس اس میں یہی خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح سے اس کو دبا لوں اور اتفاق سے اس کی میعاد بھی گذر جاوے۔ اس صورت میں نفس اور بھی دلیر اور بیباک ہو گا کہ اب تو قانونی طور پر بھی کوئی مواخزہ نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ ٹھیک نہیں۔ عدل کا تقاضا یہی ہے کہ اس کا دین واجب ادا کیا جاوے اور کسی حیلے اور عذر سے اس کو دبایا نہ جاوے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے۔ پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور ہر قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہئے۔ کیونکہ یہ امر الٰہی کے خلاف ہے۔ جو اس نے اس آیت میں دیا ہے۔

اس کے بعد احسان کا درجہ ہے۔ جو شخص عدل کی رعایت کرتا ہے اور اس کی حد بندی کو نہیں توڑتا۔ اللہ تعالیٰ اسے توفیق اور قوت دے دیتا ہے اور وہ نیکی میں اور ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ عدل ہی نہیں کرتا بلکہ تھوڑی سی نیکی کے بدلے بہت بڑی نیکی کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 607)

تقویٰ کا بلند مقام

ڈاکٹر عطر دین صاحب لکھتے ہیں۔

1936ء کا ذکر ہے جب حضرت مولوی شیر علی صاحب ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں ولایت تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے چند روز بمبئی میں قیام فرمایا۔ میں بھی وہیں تھا۔ اس موقعہ پر میں نے آپ کو ٹرام وغیرہ کے کرایہ کے لئے مبلغ پانچ روپے دیئے۔

اس بات پر کئی سال گزر گئے۔ جب حضرت مولوی صاحب فوت ہوئے تو اس کے کچھ دن بعد آپ کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب رانجھا ڈی۔ ایس۔ سی کی طرف سے مجھے خط موصول ہوا۔ کہ ابا جان مجھے وصیت کر گئے ہیں۔ کہ پانچ روپے آپ کو ادا کر دیئے جائیں اس لئے آپ وہ رقم مجھ سے لے لیں۔ گو میری طبیعت نہ چاہتی تھی لیکن مکرم ڈاکٹر صاحب کے اصرار پر میں نے وہ رقم ان سے لے لی اس واقعہ کا اب تک میرے دل پر گہرا اثر ہے۔

(سیرت شیر علی ص 155)

قرض کی ادائیگی میں لیت و لعل کرنا گناہ کی بات ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض سے متعلق بھی مختلف پہلوؤں سے نصیحت فرمائی ہے۔ اب بہت سے جھگڑے ہیں جن کا قرضوں سے تعلق ہے اور قرضوں کا جو معاملہ ہے وہ سب سے زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نیتیں لکھی نہیں جاتیں اور ہر شخص اپنی نیتوں کو مختلف بیان کرتا ہے مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں اس نے ہم سے قرض لیا تھا اور وہ واپس نہیں کر رہا اور جب بات ٹٹولی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے اس قرض کے ساتھ منافع کے نام پر کچھ سود بھی وابستہ تھا اور جب سود ساتھ شامل ہو گیا تو اس کو قرض کہنا ہی ناجائز ہے۔ یہ تو فاسد سودا ہے۔ اور پھر جب تحقیق مزید کی جاتی ہے تو بعض دفعہ پتہ چلتا ہے کہ تین لاکھ قرض لیا تھا' پینتالیس ہزار واپس کر بیٹھا ہے' مطالبہ تین لاکھ اور کچھ اور کا ابھی باقی ہے کیونکہ وہ در حقیقت منافع کے نام پر سود خوری تھی۔ اگر اس کو واقعتاً دیانت داری سے تجارتی قرضہ سمجھتے تھے یا سمجھتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ نکلے گا کہ وہ شخص جو تقریباً کنگال ہوا بیٹھا ہے وہ ان کا دیندار ہی نہیں بنے گا کیونکہ تجارت کے معاملات اور ہیں اور سود کے معاملات اور ہیں۔ اگر آپ منافع کہنے پر مصر ہیں تو جس شخص کے پاس اپنی رقم منافع اور تجارت کے لئے لگائی تھی اگر اس کا مال ڈوب گیا ہے تو آپ کا بھی ڈوب گیا ہے' وہ الگ اوپر کھڑا نہیں رہا اس کے ساتھ ہی ڈوبا ہے وہ بھی' اس لئے وہ دین دار ہی نہیں بنتا۔ اسی لئے دونوں طرف پاؤں رکھنے کی کوشش کر کے اپنی دیانتداری کے حوالوں کے ساتھ ہم نے بڑی محنت سے' حق حلال کی کمائی تھی ہماری جو یہ شخص ظالم لے کے بیٹھ گیا ہے۔ تو ظالم سے پوچھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اتنا وہ سود دے بیٹھا ہے منافع کے نام پر اور ابھی پوری رقم اور اس کے اوپر مطالبے جاری ہیں۔ تو میں ایسے لوگوں کو کہا کرتا ہوں کہ قضاء میں جاؤ اور قضاء سے فیصلہ کرواؤ کہ یہ کیا چیز تھی۔ اگر تم مصر ہو کہ یہ تجارت تھی تو پھر لازماً تمہیں اس نقصان میں شریک ہونا پڑے گا جس کو تم کہتے ہو اس نے قرض لیا تھا کیونکہ پھر تجارتی قرضے میں نفع نقصان کا انسان ذمہ دار ہوتا ہے اور اگر یہ سود تھا تو یہ حرام کام کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ تمہیں اصل زر دلوایا جا سکتا ہے لیکن چونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اصل زر تک معاملہ پھر رہے گا اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ لیکن جس کو تم نے منافع کے نام پر لیا تھا وہ اصل زر کی واپسی شمار ہوگی۔ تو اس قسم کے جھگڑے جو نیتوں کی خرابیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور تحریر میں نہیں آ رہے ہوتے ان سے بہت نقصان پہنچتے ہیں۔ اور جہاں تک عام روز مرہ کا دستور ہے جس شخص میں قرض کی ادائیگی کی توفیق ہے اسے ضرور قرض ادا کرنا چاہئے اور لیت و لعل کرنا اور ٹالنا یہ بہت بڑے گناہ کی بات ہے اور اس سے ساری سوسائٹی میں ضرورت مند مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں کیونکہ یہ سوسائٹی کا اعتماد ہے جس کے نتیجے میں معاملات میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ اگر ایک سوسائٹی کے متعلق یقین ہے کہ یہاں قرضے واپس کئے جائیں' حسب توفیق واپس کئے جائیں گے اور سوسائٹی کا نام نیک ہو جائے تو پھر بڑی سہولت اور آسانی کے ساتھ غریبوں کی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں اور وہ ضرور واپس کرتے ہیں اور اس میں امارت اور غربت کا فرق نہیں ہے' دل کی شرافت کا فرق ہے۔ الفضل انٹرنیشنل 20۔جنوری 1995ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر

امام ہمام کی زبان مبارک سے

نہایت پر حکمت جواب

○ انیسویں صدی کے آخر میں لاہور کے جن ڈاکٹروں کو شہرت حاصل ہوئی ان میں ڈاکٹر محمد حسین صاحب بھی تھے جو بھاٹی دروازہ کے اندر اس کوچہ میں رہتے تھے جو اونچی مسجد کے پاس محلہ مستان کو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب متدین تھے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے کچھ ارادت بھی رکھتے تھے۔

انہیں یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ حضرت صاحب ڈاکٹری علاج کے لئے طبی مشورہ ان سے لیتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں مزاح بھی تھا ایک بار انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ الہام آپ کو ہوتا ہے کوئی ترکیب مجھے بھی بتادیں کہ الہام ہونے لگے۔ آپ نے فرمایا پہلے آپ مجھ کو ڈاکٹری سکھا دیں انہوں نے کہا یہ تو بہت مشکل ہے سالہا سال کی محنت اور تجربہ کے بعد میں اس قابل ہوا ہوں۔ اس پر آپ نے بے ساختہ جواب دیا کہ:۔

اس چیر پھاڑ کے لئے تو بڑی محنت اور سالہا سال کی محنت درکار ہے مگر اللہ تعالیٰ کے کلام سے مشرف ہونے کے لئے آپ چاہتے ہیں کہ بغیر کسی محنت اور مجاہدہ کے حاصل ہو جاوے۔

یہ تو آپ کی ڈاکٹری سے بھی زیادہ محنت طلب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہم میں رہ کر مجاہدہ کرتے ہیں ان پر ہم اپنے راستوں کو کھول دیتے ہیں۔

(حیات احمد جلد سوم حصہ اول صفحہ 156 از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مطبوعہ اسلامی پریس حیدر آباد دکن۔ اشاعت اگست 1952ء)

چالیس سال کی منزل سلوک

پانچ منٹ میں طے

○ حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب (متوفی 23۔ جون 1929ء) کا بیان ہے کہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا:۔

"ایسے موقع پر ہمیں خوشی اس لئے ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کی اصلاح کیلئے دو قانون بنائے ہیں۔ ایک قانون قضا ہے اور دوسرا قانون شریعت۔ قانون شریعت انسان کو دیا گیا ہے کہ وہ اسے اپنے طور پر استعمال کرے اور قانون قضا خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے...... اس کے مطابق خدا تعالیٰ کسی کی اصلاح کے لئے جتنا ضروری سمجھتا ہے اسے کانٹ چھانٹ دیتا ہے...... چالیس سال کی نماز وہ کام نہیں کرتی جو پانچ منٹ قضا کے حکم پر صبر کرنے سے ہوتا ہے

اب غور کرو جس راستہ کو چالیس سال کے عرصہ میں طے کرنا ہو' وہ پانچ منٹ میں طے ہو جائے تو کس قدر خوشی اور مسرت کا موقعہ ہوتا ہے"

(الفضل" 19۔22 جولائی 1919ء صفحہ 12)

سحر آفرین خطابت کا ایک شاہکار

○ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے ولولہ انگیز خطبات' میں جو آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی موجودگی میں ارشاد فرمائے' جذب و کشش کا خاص رنگ ٹپکتا ہے جسے آپ کے اسلوب بیان اور انداز فکر نے لافانی حیثیت دے دی ہے۔ بطور نمونہ آپ کے ایک معرکہ آراء خطبہ کا مختصر اقتباس ہدیہ قارئین ہے۔

فرمایا:۔

"اس زمانہ کے (مامور) نے طوفان ضلالت سے بچانے کے لئے بیعت کی کشتی طیار کی۔ اس نے کہا کہ میں دنیا کے لئے حصن حصین ہوں۔ خطرناک موجوں سے نجات پانے کے لئے اس مضبوط قلعے میں آؤ...... میں ان لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں جو اس کشتی پر جو خدا کے حکم سے خود خدا کی نگرانی اور نظر میں طیار ہوئی۔ سوار ہوئے۔ مبارک ہیں وہ جو آنے والے طوفان سے نجات پاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو اور میری بات کو غور سے سن لو۔ نہ صرف سن لو بلکہ خوب یاد رکھو کہ اس کشتی پر سوار ہو کر نجات پانے کا حقدار وہی ہے جو خدا کی نگاہ میں حقدار ہوگا۔ اور وہی ہے جس کے دل میں سچا تقویٰ اور طہارت ہوگی۔ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل کرتے اور نہی سے باز رہتے ہیں وہی ہیں جو اس پر بیٹھ سکتے ہیں اور ساحل نجات تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی کود کر بظاہر بیٹھ بھی جائے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ نجات کی کشتی پر سوار ہو کر بھی موج خیز طوفان میں گر کر پاش پاش ہو گا.....

دنیوی سواریوں میں جیسے ریل گاڑی ہے سوار ہونے سے پہلے ٹکٹ لینا پڑتا اور عملہ مختار کو دکھانا پڑتا ہے مگر الٰہی کشتی کی سنت اس کے خلاف ہے۔ ان میں اولاً" بلا پڑتال صحیح کے جوق جوق لوگ سوار ہو جاتے ہیں اور جب کشتی موّاج و ذخّار دریا کے منجدھار میں پہنچتی ہے اس وقت ہم سے اخلاص اور بے ریا و بے نفاق ایمان اور تقویٰ کا ٹکٹ پوچھا جاتا ہے۔ آخر تہی دست نکلنے پر بڑی ذلت سے کشتی سے راندہ کیا جاتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ خاتمہ تک ڈر ہی ڈر ہے۔"

(خطبات کریمیہ جلد 1 صفحہ 4 مطبوعہ انوار احمدیہ قادیان دارلامان جنوری 1905ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خُداوندا

گزُرتی ہے جو دل پر دیکھنے والا فقط تُو ہے
اندھیرے میں اُجالا دھوپ میں سایا فقط تُو ہے

گدائے دہر کا کیا ہے اگر یہ در نہیں وہ ہے
ترے در کے فقیروں کی تو کُل دنیا فقط تُو ہے

تُو ہی دیتا ہے نشّہ اپنے مظلوموں کو جینے کا
ہر اک ظالم کا نشّہ توڑنے والا فقط تُو ہے

وُہی دنیا وُہی اک سلسلہ ہے تیرے لوگوں کا
کوئی ہو کربلا اس دیں کا رکھوالا فقط تُو ہے

ہواؤں کے مُقابل بجھ ہی جاتے ہیں دیئے آخر
مگر جس کے دیئے جلتے رہیں ایسا فقط تُو ہے

عجب ہو جائے یہ دنیا اگر کھُل جائے انساں پر
کہ اس ویراں سرائے کا دِیا تنہا فقط تُو ہے

ہر اک بے چارگی میں بے بسی میں اپنی رحمت کا
جو دل پر ہاتھ رکھتا ہے خداوندا فقط تُو ہے

مرے حرف و بیاں میں آئینوں میں آبگینوں میں
جو سب چہروں سے روشن تر ہے وہ چہرہ فقط تُو ہے

عبیداللہ علیم

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالرشید احمد شاہد صاحب

قسط دوم آخر

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب

رفیق حضرت مسیح موعود

صبح کو جب میری والدہ بیدار ہوئیں اور انہوں نے میری شکل دیکھی۔ جو تکلیف کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی۔ تو وہ سمجھ گئیں۔ کہ اس کو بھی طاعون کا بخار ہو گیا ہے۔ وہ گھبرا گئیں۔ اور انہوں نے اسی وقت قریب کے سب لوگوں کو جمع کر لیا۔ جب سب لوگ جمع ہوئے تو کسی نے کچھ مشورہ دیا۔ اور کسی نے کچھ۔ آخر ایک بزرگ نے کہا۔ کہ جونکیں لگائی جائیں۔ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی علاج نہیں ہے لیکن جونکیں اس وقت ہمارے گاؤں میں دستیاب نہیں تھیں۔

اس لئے تین آدمی ایک دوسری جگہ بھجوائے گئے۔ جو دوسرے دن جونکیں لے کر آئے۔ اس وقت تکلیف چونکہ بڑھ چکی تھی۔ اس لئے میری والدہ نے یہ دیکھ کر کہ تکلیف بڑھ گئی ہے۔ رونا شروع کر دیا۔ مگر میرے دل میں اس وقت بھی یہ خیال کر کے ایک اطمینان اور سکون تھا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی ہے۔ اس لئے اب طاعون میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ چنانچہ جب میری والدہ نے رونا شروع کر دیا۔ تو میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ کو پتہ ہے۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی ہے اس لئے آپ فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس مرض سے ہلاک نہیں کرے گا۔ بلکہ اپنے فضل سے اور اپنے وعدوں کے مطابق مجھے اس مرض سے شفاء عطا فرمائے گا۔ چنانچہ جب وہ تین آدمی جونکیں لے کر پہنچ گئے۔ تو جونکیں اسی وقت پھوڑے پر لگائی گئیں۔ چند گھنٹوں میں جونکوں نے پھوڑے کا تمام زہر چوس لیا اس کے علاوہ جڑی بوٹیوں سے کچھ اور علاج بھی کیا گیا اس کوشش میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی۔ اور پانچویں دن اپنے فضل سے مجھے شفاء عطا فرمائی۔ اور میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ جو تھوڑی بہت کمزوری باقی رہ گئی تھی۔ چند دن تک وہ بھی دور ہو گئی اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت و عافیت والی لمبی عمر عطا فرمائی۔

واقعہ نمبر3

ایک واقعہ جو جلسہ سالانہ 1906ء کا ہے وہ یہ ہے کہ اس جلسہ کے موقع پر میں بھی اپنے گاؤں کے احمدی احباب کے ہمراہ جلسہ کے لئے قادیان گیا ہوا تھا اس جلسہ کے دنوں میں ایک دن حضور بیت اقصیٰ میں بیٹھ کر تقریر فرما رہے تھے ان دنوں بیت ابھی بہت چھوٹی تھی اور جو احباب باہر سے جلسہ کے لئے قادیان آئے ہوئے تھے۔ وہ اس بیت کی وسعت کے اعتبار سے زیادہ تھے۔ اس لئے جب کچھ لوگوں کو بیت میں بیٹھ کر جلسہ سننے کی اچھی طرح سے جگہ نہ ملی۔ تو وہ بیت کی جنوبی دیوار پر جو زیادہ اونچی نہیں تھی۔ چڑھ کر بیٹھ گئے۔ اس دیوار کے ساتھ دوسری طرف آریہ لوگ رہتے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہ لوگ دیوار پر چڑھ کر بیٹھے ہیں اور اس طرح اس دیوار کے دوسری طرف نیچے چونکہ ان کے گھروں میں نظر پڑتی تھی۔ اس لئے ان میں سے کسی صاحب نے بولنا شروع کر دیا۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہماری دیواروں پر چڑھ کر کیوں بیٹھے ہو۔ اور اس طرح بولتے ہوئے اس نے شاید کچھ گالیاں بھی نکالیں۔

اس پر کسی احمدی دوست نے تقریر کے دوران ہی حضور کو اس بات کی اطلاع دے دی حضور نے جب دیکھا۔ کہ کچھ لوگ واقعہ میں دیوار کے اوپر چڑھ کے بیٹھے ہیں۔ تو فرمایا۔

"ہاں کچھ لوگ اوپر بیٹھے ہیں۔ پھر فرمایا یہ آریہ لوگ ہمارے ہمسائے ہیں ان کو کیوں دکھ دیتے ہو۔ نیچے اتر آؤ"

چنانچہ حضور کے اس ارشاد پر سب لوگ نیچے اتر آئے اور سکڑ کر بیت میں بیٹھ گئے۔

واقعہ نمبر4

ایک واقعہ میرا قادیان جانے اور حضور کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا جلسہ سالانہ 1907ء کا ہے اس جلسہ کے موقع پر ایک دن دار مسیح کے اس صحن میں جس میں بعد میں حضرت ام طاہر رہا کرتی تھیں۔ تمام مہمان باری باری صبح کا کھانا کھانے کے لئے آ رہے تھے ایک جماعت جب کھا کر چلی جاتی۔ تو دوسری کھانے کے لئے آ جاتی۔ جس وقت ہمارے گاؤں کے لوگوں کی باری آئی۔ اور ہمارے لوگ اس صحن میں جا کر بیٹھے تو اس وقت کچھ برتنوں میں جو ہم سے پہلے کھانے والے چھوڑ کر گئے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دال پڑی ہوئی تھی۔ اسی اثناء میں کہ ابھی ہم نے کھانا شروع بھی نہیں کیا تھا۔ حضور پر نور تشریف لے آئے۔ حضور نے جب کچھ برتنوں میں دال پڑی ہوئی دیکھی۔ تو سب مہمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ہمارے لنگر کی دال بھی پی لیا کرو۔"

چنانچہ اس وقت جتنے لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان سب نے حضور کے ارشاد کی تعمیل میں وہ پیالے اٹھا اٹھا کر اسی وقت وہ دال پی لی۔ اور پیالے صاف کر دیئے۔

واقعہ نمبر5

تیسرا واقعہ قادیان جانے اور حضور سے ملاقات کرنے کا یہ ہے کہ ایک دفعہ جب میں اپنے گاؤں کے کچھ لوگوں کے ہمراہ قادیان گیا ہوا تھا۔ تو انہی دنوں میں گورنمنٹ کا ایک بڑا افسر حضور کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ اس کے آنے کا مقصد غالباً یہ تھا۔ کہ تا وہ معلوم کرے۔ کہ حضور کا دعویٰ کیا ہے اور اس دعویٰ کا کیا مقصد ہے۔ چنانچہ اس افسر کی رہائش کے لئے قادیان میں اس جگہ ایک کیمپ لگایا گیا۔ جس جگہ بعد میں بورڈنگ تحریک جدید تعمیر ہوا۔ لیکن اس وقت وہ جگہ ابھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ جب وہ افسر اپنے پروگرام کے مطابق اپنے چند ماتحتوں کے ہمراہ قادیان پہنچ گیا۔ تو اس سے اگلے دن حضور خود اس افسر کی ملاقات کے لئے صبح نو بجے کے قریب اپنے گھر سے اس کے کیمپ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور کے ساتھ جماعت کے اور دوست بھی تھے۔ ان دنوں میں چونکہ میں اور میرے گاؤں کے پانچ چھ اور آدمی بھی ادھر قادیان میں ہی تھے اس لیے جب حضور اس افسر کی ملاقات کے لئے پیدل چل پڑے۔ تو حضور کے ہمراہ ہم سب بھی جن میں ایک ہمارے گاؤں کے اصغر علی صاحب نمبردار بھی تھے۔ حضور کے ساتھ چل پڑے۔ اور حضور جب ریتی چھلہ کے بڑ کے درخت کے نیچے پہنچے۔ تو بعض لوگ چونکہ حضور کو دیکھنے کے لئے حضور کے آگے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ اس لئے کسی خادم نے عرض کیا۔ کہ حضور آپ ذرا کھڑے ہو جائیں۔ تا کہ لوگ آپ سے مصافحہ کر لیں۔ اور ان کی غرض پوری ہو جائے۔ کیونکہ لوگ حضور کو دیکھنے کے لئے آگے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ اور اس طرح حضور کو تکلیف ہوتی ہے۔

چنانچہ حضور تھوڑی دیر کے لئے اس بڑ کے درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے اور کچھ کارکنان نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر حضور کے گرد دائرہ بنا لیا تا کہ لوگ ایک طرف سے آئیں اور دوسری طرف سے مصافحہ کر کے نکل جائیں میں نے بھی اس طریق کے مطابق ایک دفعہ حضور سے مصافحہ کیا۔ دوسری دفعہ پھر میں اس طرف سے جس طرف سے لوگ مصافحہ کے لئے جا رہے تھے۔ اندر چلا گیا۔ اور حضور سے مصافحہ کیا۔ لیکن اپنے شوق کی وجہ سے تیسری دفعہ جب میں پھر جانے لگا۔ تو میرے گاؤں کے اصغر علی صاحب نمبردار نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ کہ

"دو دفعہ آگے جا چکے ہو۔ اب مت جاؤ۔"

لیکن حضور بھی چونکہ سامنے ہی کھڑے تھے۔ اس لئے حضور نے یہ دیکھ کر کہ اصغر علی صاحب مجھے روک رہے ہیں۔ فرمایا۔ "کیوں روکتے ہو۔ آنے دو" چنانچہ میں خوشی خوشی پھر گیا۔ اور حضور سے مصافحہ کیا لیکن اس تیسری دفعہ کے مصافحے سے جو خوشی مجھے حاصل ہوئی۔ وہ اس پہلے دو دفعہ کے مصافحہ سے حاصل نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ اس تیسرے مصافحہ کے لئے خود حضور کی طرف سے اندر آنے کی اجازت بھی شامل تھی۔

بہرحال جب سب لوگوں نے مصافحہ کر لیا۔ تو حضور پھر چل پڑے۔ اور چلتے ہوئے جب حضرت مولوی شیر علی صاحب کے مکان کے برابر پہنچے تو آگے سے اس افسر کا ایک ماتحت تیزی سے چلتا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا۔ حضور میرا افسر کہتا ہے۔ کہ حضور میری ملاقات کے لئے یہاں نہ آئیں۔ میں خود حضور کی خدمت میں حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہو جاؤں گا حضور یہ بات سن کر اسی وقت وہاں سے واپس چل پڑے۔ ہم سب بھی حضور کے ساتھ ساتھ تھے۔ اور حضور کے ساتھ واپس گھر تک گئے۔ جب حضور اندر چلے گئے۔ تو ہم سب واپس لنگر خانہ میں آ گئے۔

اس موقع پر ہم تین دن حضور کے پاس قادیان میں رہے۔ اور پھر واپس اپنے گاؤں میں آ گئے۔

واقعہ نمبر6

ایک واقعہ میرا قادیان جانے کا وہ ہے۔ جب حضرت مسیح موعود کا وصال ہوا۔ حضور کے وصال کی اطلاع جب ہمارے گاؤں میں پہنچی۔ تو وہ شام کا وقت تھا۔ اور اس سے تھوڑا پہلے ہم مغرب کی نماز پڑھ چکے تھے۔ چنانچہ اس اطلاع کے ملنے پر اسی وقت جماعت کے اکثر دوست جو پچیس کے قریب تھے۔ قادیان جانے کے تیار ہو گئے۔ اور تیار ہوتے ہی کچھ دیر کئے بغیر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا مئی کا مہینہ اور راتیں چونکہ چھوٹی تھیں۔ اس لئے وڈالہ گرنتھیاں تک پہنچتے پہنچتے صبح ہو گئی۔ صبح کی نماز ہم نے وہاں ادا کی۔ اس کے بعد یہ دعا کرتے ہوئے کہ اے اللہ ہمیں نماز جنازہ میں شریک ہونے کی توفیق مل جائے۔ ہم آگے چل پڑے۔ جب ڈلا گاؤں کے قریب پہنچے تو قادیان کی طرف سے آنے والے کچھ دوستوں کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ حضور کی نماز جنازہ ہو گئی ہے اور حضور کو بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا ہے۔ اور حضرت مولانا نور الدین صاحب کو حضور کا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس خبر سے حضور کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکنے کا قدرے افسوس ہوا۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی مرضی تھی وہ پوری ہوئی قادیان پہنچ کر ہم سب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت کی۔ اس کے بعد ہم سب حضرت مسیح موعود کے مزار پر گئے اور کافی دیر تک وہاں سب نے دعا کی۔ اور پھر لنگر خانہ میں آ گئے۔

واقعہ نمبر7

اس کے بعد جب تک میری والدہ زندہ رہیں۔ اس وقت تک میں گاؤں سے باہر کہیں نہیں گیا۔ لیکن میرا قادیان جانے کا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے میں بھی وہی طریقہ تھا۔ جس کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ کہ ہمارے گاؤں کے جب بھی کچھ لوگ قادیان جانے کے لئے تیار ہوتے۔ تو میں بھی ان کے ساتھ اسی وقت تیار ہو جاتا۔ اور قادیان چلا جاتا۔ چنانچہ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ میں بھی مجھے کوئی نو مرتبہ قادیان جانے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات ہوئی۔ اور اس کی خبر ہمارے گاؤں میں پہنچی۔ تو اس وقت ہمارے گاؤں کے جو لوگ قادیان جانے کے لئے تیار ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ قادیان گیا۔ ہم لوگ اپنے گاؤں سے عشاء کی نماز کے قریباً ایک گھنٹہ بعد روانہ ہوئے۔ اور اگلے دن صبح نو بجے کے قریب قادیان پہنچے۔ قادیان میں ان دنوں مولوی محمد علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحب اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے بہت گڑ بڑ تھی اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول فوت ہوئے۔ تو لوگ ان کی وفات کی خبر سن کر کافی پریشان اور گھبرائے ہوئے تھے۔ اور دعائیں کر رہے تھے۔ کہ اے اللہ جماعت کو اپنے فضل سے ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ رکھنا۔

اس موقع پر ہم پانچ دن تک قادیان میں رہے اور پھر واپس اپنے گاؤں آ گئے۔

واقعہ نمبر8

یہ بات جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ میری والدہ جب تک زندہ رہیں۔ اس وقت تک میں اپنے گاؤں میں ہی رہا۔ اور باہر کہیں نہیں گیا۔ لیکن جب میری والدہ محترمہ کرم بھری صاحبہ جون 1919ء میں وفات پا گئیں۔ تو پھر میں اپنے کاروبار کے لئے امرتسر میں چلا گیا۔ امرتسر میں مجھے بسلسلہ کاروبار کافی عرصہ تک رہنا پڑا۔

امرتسر کے عرصہ قیام میں شروع سے ہی میرے تعلقات زیادہ تر مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری کے والد مستری نور محمد صاحب اور ان کے چچا مستری جان محمد صاحب کے ساتھ رہے۔ یہ دونوں ان دنوں امرتسر میں لکڑی کی کھڑاؤں بنایا کرتے تھے۔ لکڑی کی کھڑاؤں پہننے کا ان دنوں ہمارے ملک میں بڑا رواج تھا۔ اس سے پہلے یہ کچھ عرصہ فوج کے شعبہ بار برداری میں کام کرتے رہے۔ اور فوج سے واپس آنے کے بعد بقول ان کے انہوں نے اپریل 1917ء میں حضرت مصلح موعود کی بیعت کی۔ اور بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔

بہرحال امرتسر کے عرصہ قیام میں میرے ان کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے۔ اور ان تعلقات کا ہی یہ نتیجہ تھا۔ کہ بعد میں مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری کی میری لڑکی امتہ القیوم سے شادی ہوئی۔ اور وہ میرے داماد بن گئے۔

شادی امرتسر میں رہتے ہوئے جب مجھے قریباً تین سال ہو گئے۔ اور اس تین سال کے عرصہ میں میرے جماعت کے اور دوستوں کے ساتھ بھی اچھے تعلقات قائم ہو گئے تو جولائی 1922ء میں جماعت کے بعض دوستوں کی معرفت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری شادی کا انتظام کر دیا۔ حضرت مسیح موعود کے ایک مخلص رفیق محترم حکیم جان محمد صاحب جو کشمیری بٹ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی چھوٹی ہمشیرہ محترمہ زینب بی بی صاحبہ سے میری شادی ہوئی۔ اور اس شادی کے موقع پر مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری کے والد مستری نور محمد صاحب اور ان کے چچا مستری جان محمد صاحب نے بھی میرے ساتھ بڑا تعاون کیا۔ اس تعاون کا ہی یہ نتیجہ تھا۔ کہ ولیمہ کا انتظام میں نے ان کے گھر میں کیا۔ اور اس انتظام کے کرنے میں مجھے کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ بلکہ ولیمہ کا تمام پروگرام بفضل خدا بڑے اچھے طریق سے اختتام پذیر ہوا۔

باقی صفحہ 7 پر

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

یوسف سہیل شوق

بیت الفضل لندن کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے رکھا

مشہور مسلمان لیڈر سر عبدالقادر نے افتتاح کیا

1924ء کا سال انگلستان کی تاریخ میں ایک روشن سنگ میل کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اس سال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لندن میں بیت الفضل کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضرت مصلح موعود ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن میں قیام فرما تھے۔ یہ تقریب 19۔ اکتوبر 1924ء کو چار بجے شام منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے امام بیت الفضل لندن حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے خوش آمدید کا ایک مختصر ایڈریس پڑھا۔ جس کے بعد تمام حاضرین مقام بنیاد کی طرف گئے۔ جہاں پہلے حضرت حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے انگریزی زبان میں ایک مضمون پڑھا جس میں اس بیت الذکر کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔

"یہ (بیت الذکر) صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے۔ تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو۔ اور لوگ مذہب کی طرف (جس کے بغیر حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں) متوجہ ہوں۔ اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہ روکیں گے بشرطیکہ وہ ان قواعد کی پابندی کرے جو اس کے منتظم انتظام کے لئے مقرر کریں۔"

اس کے بعد حضرت مصلح موعود نے بنیادی پتھر رکھا۔ جس پر انگریزی میں ایک مضمون درج تھا۔ اس کے چند جملے ملاحظہ ہوں۔ (اردو میں)

"آج 20 ربیع الاول 1343ھ کو اس (بیت الذکر) کی بنیاد رکھتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے۔ اور اس (بیت الذکر) کی آبادی کے سامان پیدا کرے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس (بیت الذکر) کو نیکی، تقویٰ انصاف اور محبت کے خیالات پیدا کرنے کا مرکز بنائے....."

لندن میں سب سے پہلی (بیت الذکر) کی بنیاد رکھی جا چکی تو مولوی عبدالرحیم درد صاحب نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ایک تار پڑھ کر سنایا جو انہوں نے جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے اس تقریب پر مبارک باد کا بھیجا تھا۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے لمبی دعا کروائی اور پھر عصر کی نماز اسی مقام پر پڑھائی۔ بعد ازاں حاضرین کو چائے پیش کی گئی۔ اس تقریب میں بارش کے باوجود 200۔ افراد شامل ہوئے جن میں جرمن سفیر، ایتھونیا اور سرویا کے وزیر زیکوسلویا کا نمائندہ۔ نیز ترکی البانیہ اور فن لینڈ کے وزراء نے بذریعہ خطوط اچھی خواہشات کا اظہار فرمایا۔ وزیر اعظم انگلستان نے امام بیت الفضل لندن اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا کہ افسوس میں اس دن لندن میں نہیں ہوں گا۔

اس بیت الذکر کے سنگ بنیاد پر بہت سے انگریزی اخبارات نے نوٹ لکھے۔ بطور نمونہ چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ڈیلی کرانیکل نے لکھا "ہز ہولی نیس خلیفۃ المسیح نے جو .... فرقہ احمدیہ کے امام ہیں کل 19۔ اکتوبر کو میلروز روڈ ساؤتھ فیلڈز میں لندن کی پہلی (بیت الذکر) کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس.... تحریک کے پیرو لندن میں ایک سو اور مشرقی و مغربی افریقہ میں دس لاکھ سے بھی زیادہ ہیں....."

ویسٹ منسٹر گزٹ نے لکھا "ایک (بیت الذکر) جو لندن میں پہلی (بیت الذکر) ہو گی۔ ساؤتھ فیلڈز میں تعمیر کی جائے گی۔ ہز ہولی نیس خلیفۃ المسیح نے یہ رسم ادا کی آپ نے قرمزی رنگ کے کفوں والا گلابی رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ سر پر ایک بھاری سفید عمامہ تھا اور ہاتھ میں ایک عصا جس کے سر پر آبنوس اور چاندی لگی تھی.... انگلستان میں یہ پہلی (بیت الذکر) ہے جس کو صرف (دین حق کے پیروکاروں) نے تعمیر کیا ہے......"

بیت الفضل کی تعمیر کا باضابطہ کام 1925ء میں شروع ہوا اور 1926ء میں خدا کا یہ گھر اپنی تکمیل کو پہنچ گیا۔ بیت الفضل کے افتتاح کے لئے سعودی عرب کے شاہ سلطان ابن سعود سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنے کسی صاحبزادے کو افتتاح کے لئے مقرر فرمائیں۔ انہوں نے تار کے ذریعے اس درخواست کو منظور کیا اور اپنے فرزند شہزادہ فیصل (بعد میں شاہ فیصل) کو اس غرض کے لئے انگلستان روانہ کیا۔ شہزادہ فیصل لندن پہنچے تو جماعت احمدیہ لندن کے انتظامات کے تحت ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اور اخباروں میں دھوم مچ گئی کہ شاہزادہ صاحب موصوف بیت الفضل لندن کے افتتاح کے لئے تشریف لائے ہیں۔ مگر پھر بعض پراسرار حالات کے تحت شہزادہ صاحب برملا انکار کرنے کی بجائے پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے۔ گو کہ انہوں نے آخری وقت تک انکار نہیں کیا۔ تاہم ان کو متأمل دیکھ کر حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بذریعہ تار اجازت حاصل کر رکھی تھی کہ اگر شہزادہ فیصل نہ آئے تو سر عبدالقادر افتتاح کر دیں۔ چنانچہ سر عبدالقادر نے جو ہندوستان کے مشہور مسلمان لیڈر دانشور اور چوٹی کے لیڈروں میں شامل تھے۔ بیت الفضل کا افتتاح 3۔ اکتوبر 1926ء کو کیا۔

بیت الفضل لندن کا افتتاح شہزادہ فیصل کے اقرار اور پھر گومگو کی وجہ سے بہت اہمیت اختیار کر چکا تھا۔ اس وجہ سے اخبارات نے اس کی نمایاں خبریں شائع کیں۔ چند خبریں ملاحظہ ہوں۔

ڈیلی کرانیکل نے 4۔ اکتوبر 1926ء کی اشاعت میں لکھا۔

"مشرق و مغرب کا ایسا عجیب اور دلفریب ملاپ شاذو نادر کبھی ہوا ہو۔ جیسا کہ دیکھنے میں آیا۔ جبکہ لندن کی لمبی تاریخ میں پہلی مرتبہ (دین حق کے پیروکاروں کا اعلان توحید) ساؤتھ فیلڈ کے چمکدار میناروں سے سنائی دیا۔"

ساؤتھ ویلز نیوز نے مورخہ 4۔ اکتوبر 1926ء کی اشاعت میں لکھا۔

"لندن نے کل ایک ایسے نظارے کو دیکھا جسے اس نے اپنی طویل تاریخ میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ساؤتھ فیلڈ واقع لندن میں (دین حق کے پیروکاروں کی پہلی بیت الذکر) رحیم خدا کے نام کے ساتھ کھولی گئی..... (بیت الذکر) کے افتتاح سے پہلے امام (بیت الذکر) نے احمدیہ فرقہ کے امام کی طرف سے ایک پیغام سنایا جس میں ہز ہولی نیس نے فرمایا ہے کہ

"(بیت الذکر) کا وجود اس عظیم الشان نیکی کا معاوضہ ہے جو مغرب نے ہماری گہری نیند کے زمانہ میں ہمارے لئے علوم کی مشعل کو روشن کرنے سے کی ہے۔ انہوں نے عیسائیوں سے یہ اپیل کی کہ۔ وہ (دین) کو دشمنی کی نظر سے نہ دیکھیں۔ کیونکہ (دین) عیسائیت کو اس نظر سے نہیں دیکھتا۔

"ناردرن ایکو" نے 4۔ اکتوبر 1926ء کی اشاعت میں لکھا۔

آنریبل شیخ (عبدالقادر) نے اپنے ایڈریس کے دوران کہا کہ وہ ظاہری رسومات کے مؤید نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ ظاہری رسومات سے اشاعت و شہرت ہوتی ہے.... میں احمدیہ فرقہ کا ممبر نہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اسلام کے بعض بڑے اور پرانے فرقے اس فرقے کو پسند نہیں کرتے..... اس (-) کے کام کو فرقہ وارانہ نظر سے نہیں جانچنا چاہئے۔ اسلام کو مغربی قوموں کے سامنے اصلی معنوں میں پیش کرنے کے کام کے سامنے فرقہ بندی ہیچ ہے۔ اسی رائے کو لے کر میں اس مجمع میں شامل ہوا ہوں۔"

تقریب سنگ بنیاد و افتتاح کی تفاصیل تاریخ احمدیت جلد پنجم سے حاصل کی گئی ہیں۔

چھُو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
(درثمین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قانونی معلومات

غزالہ خان

قانونی نظیر - ایک تعارف

نظیر کے لفظی معنی ہیں مثال اور اس کی جمع نظائر ہے۔ قانونی اصطلاح میں نظیر کو Precedent کہا جاتا ہے۔

عدالتی نظائر

حاکم عدالت جب کسی ایسے مقدمہ کا فیصلہ کرتا ہے کہ جس پر کسی موجودہ رواج، قانون یا نظیر کا اطلاق نہیں ہو سکتا بلکہ اپنی صوابدید سے فیصلہ کرتا ہے تو وہ ایک نئی نظیر پیدا کرتا ہے جس کو اس قسم کے واقعات کی صورت میں ماتحت حکام عدالت کے لئے تسلیم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح ایک نیا قانون وجود میں آجاتا ہے اسی بنا پر قانون میں منصف کے وضع کردہ قانون (Judge-made-law) کی اصطلاح بھی رائج ہے۔ عدالتی نظیر کی مندرجہ ذیل طریقے سے بہترین تشریح کی جا سکتی ہے۔ اگر ججوں نے ایک لمبے عرصہ تک قانونی احکام کی ایک ہی طرح تعبیر کی ہو اور ان سے ایک ہی طرح کے معنی نکالے ہوں اور ان تعبیروں نے سوسائٹی کے ایک بڑے حصہ کو متاثر کیا ہو۔ بشرطیکہ ان فیصلوں نے نہ تو قانونی الفاظ یا روح کی خلاف ورزی کی ہو اور نہ ہی غیر مناسب ہوں۔ تو ان فیصلوں کو بطور سند پیش کیا جاتا ہے۔ اس امر کو نظائر عدالت کہا جاتا ہے۔ یہ باور کیا جاتا ہے کہ عدالتی فیصلے ہمیشہ درست ہوتے ہیں یعنی جو فیصلہ ایک بار ہو چکا وہ ہمیشہ کے لئے ہو چکا خواہ وہ فیصلہ درست ہو یا غلط۔ مگر مصلحت کے تحت اس فیصلے کو درست مانا جاتا ہے جج اپنے سامنے موجود مقدمہ کے فیصلے کی صورت میں جو نظیر قائم کرتے ہیں اگر ان کو قانونی درجہ دے دیا جائے تو یہ Case law کہلائے گا۔ مگر یہ بات بہرحال طے شدہ ہے کہ جج صاحبان کے بنائے ہوئے اصولوں کو مقننہ کے بنائے ہوئے قانون کی برابری حاصل نہیں ہو سکتی ان کو بطور نظیر استعمال تو کیا جا سکتا ہے مگر یہ نظیر باقاعدہ قانون نہیں بن سکتی۔

نظائر کی مختلف شکلیں

(1) اعلانیہ نظائر وہ ہیں جو کوئی بھی نیا قانون وضع نہیں کرتے بلکہ قانون کے اس اصول کا اعلان کرتے ہیں جو پہلے سے موجود ہوتا ہے یعنی ایسے نظائر محض قانون کا اعلان کرتے ہیں۔
(2) اصلی نظائر وہ ہیں جو کوئی نیا اصول وضع کرتے ہیں۔ یہ عدالتوں کی طرف سے قانون بنانے کے اختیار کو استعمال کرنے کا نتیجہ ہوتے ہیں۔
(3) قابل پابندی وہ نظائر ہیں جن کی پیروی لازمی ہوتی ہے خواہ وہ جج جس نے یہ اصول بنایا ہے اس کو درست سمجھتا ہو یا نہیں۔ چنانچہ ہائی کورٹ کے نظائر ماتحت عدالتوں کے لئے قابل پابندی ہیں جبکہ سپریم کورٹ کے فیصلے ہائی کورٹ اور ماتحت عدالتوں کے لئے قابل پابندی ہوتے ہیں۔
(4) ترغیبی نظائر کو اختیاری نظائر بھی کہا جاتا ہے یعنی ان کو ماننا یا نہ ماننا عدالتوں کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے چنانچہ برصغیر کی تقسیم کے بعد ہندوستانی ہائی کورٹس اور سپریم کورٹس کے فیصلے پاکستانی عدالتوں کے لئے محض ترغیبی نظائر ہیں۔
(5) مکمل پابندی کے نظائر وہ ہیں جن کی پابندی قطعی طور پر ضروری ہے خواہ وہ کتنے ہی غلط اور نامعقول نظر کیوں نہ آئیں۔ اس مفہوم میں بھی اعلیٰ عدالتوں کے نظائر قطعی پابندی کے قابل ہوتے ہیں۔ ماتحت اور ادنیٰ عدالتوں کے لئے اسی طرح فل بنچ کا فیصلہ اسی عدالت کے دو یا تین ججوں اور ماتحت عدالتوں کے لئے قابل پابندی ہوتا ہے۔
(6) اختیاری پابندی کے نظائر وہ ہیں جن کی پابندی ضروری ہے لیکن قطعی طور پر نہیں چنانچہ ہائی کورٹ کے تنہا جج کا فیصلہ اسی عدالت کے کسی اور جج کے لئے اختیاری پابندی کا نظیر ہوتا ہے۔

ایک اور نظیر

Obiter Dictum

Obiter Dictum سے مراد ہے بر سبیل تذکرہ فیصلہ میں جج کی وہ ضمنی رائے جس سے مقدمہ کا تعلق نہ ہو۔ یا وہ ملاحظات جو مقدمہ کے اہم واقعات سے غیر متعلق ہوں انہیں (Obiter Dictum) کہا جاتا ہے۔ اردو میں یہ بر سبیل تذکرہ قانونی قاعدے کہلاتے ہیں جب یہ اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے ہوں تو ماتحت عدالتوں کے لئے قابل پابندی ہوتے ہیں۔

نظائر کے غیر مؤثر یا نظرانداز ہونے کی وجوہات

ایک قطعی نوعیت کی مستند نظیر کو مندرجہ ذیل صورتوں میں غیر موثر یا نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

1- **تنسیخ کا فیصلہ** (Abrogated Decision) اگر کسی عدالتی نظیر کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہو تو وہ ماتحت عدالتوں کے لئے غیر موثر ہو جاتی ہے مثال کے طور پر ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد سپریم کورٹ میں اپیل کی جائے اور سپریم کورٹ ہائی کورٹ کے فیصلے کو ٹھکرا دے تو ہائی کورٹ کی قائم کی ہوئی نظیر کالعدم اور غیر موثر ہو جائے گی۔

2- **سہو** (Ignorance of Statute) اگر عدالت اپنی غلطی کی بنا پر کوئی ایسی نظیر قائم کر دے جس کے متعلق کوئی موضوعہ قانون یا وضاحت پہلے سے موجود ہو تو اس قانون کا علم ہو جانے کے بعد یہ نظیر خود بخود کالعدم ہو جائے گی۔

3- **وضاحت قانون** اگر عدالت اس بنا پر کوئی نظیر قائم کر دے کہ قانون کی عبارت میں ابہام ہے اور عدالت اپنی صوابدید سے اس عبارت کی تشریح کر کے منشائے قانون معلوم کرنے کی کوشش کرے اس صورت میں متعلقہ قانون ساز ادارے کی طرف سے اگر اس قانون کی وضاحت کر دی جائے تو قانون کی عبارت قابل فہم ہو جانے کی وجہ سے عدالتوں کی نظیر کالعدم ہو جائے گی۔

4- **نامطابقت** اگر ہائی کورٹ کوئی نظیر اس صورت میں قائم کرے کہ اس سے پہلے سپریم کورٹ کی کوئی نظیر موجود ہے۔ اس صورت میں ہائی کورٹ کی نظیر سپریم کورٹ کی نظیر سے متصادم ہونے کی وجہ سے کالعدم ہو جائے گی۔

5- **عدم یکسانیت یا تضاد** اگر ہائی کورٹ کوئی نئی نظیر قائم کرتی ہے جو اس سے پہلے موجود شدہ نظیر سے متضاد ہے تو پہلی نظیر قائم رہے گی اور دوسری نئی نظیر کالعدم ہو جائے گی لیکن سپریم کورٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ دونوں میں جس نظیر کو مناسب سمجھے مستحسن قرار دے سکتی ہے۔

6- **غلط تاویل** اگر کوئی نظیر مروجہ قانون اور مروجہ مسلّمہ نظائر کے خلاف ہو اور متضاد اور غلط تاویل کی بنا پر فیصلہ ہو جائے تو اس پیدا شدہ نظیر کو مستند قرار نہیں دیا جا سکے گا اور نہ ہی اس کو برقرار رکھا جائے گا۔

7- **ججوں کا اکثریتی فیصلہ** پرانے زمانے میں جب عدالتوں میں ججوں کی تعداد جفت ہوتی تھی تو اس صورت میں اگر جج صاحبان نصف ایک طرف اور نصف دوسری طرف ہو جاتے تو اپیل مسترد کر دی جاتی موجودہ زمانہ میں ججوں کی تعداد طاق رکھی جاتی ہے لہٰذا جس طرف تعداد زیادہ ہو وہی فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

نظائر کو وزن دار بنانے والے حالات

کسی بھی نظیر کی قوت میں مندرجہ ذیل حالات سے اضافہ ہو سکتا ہے۔
(1) کسی بھی جج کا اختلافی نوٹ موجود نہ ہونا اور فیصلہ کرتے وقت عدالت کا اتفاق رائے سے فیصلہ کرنا۔
(2) اگر عدالت کے اس فیصلہ کی توثیق کوئی برتر عدالت کر دے تو یہ نظیر کی قوت میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔
(3) اگر کوئی جج ماہر قانون کی حیثیت سے مشہور ہو تو اس کی بنائی ہوئی نظیر زیادہ وزن دار ہوتی ہے۔
(4) اگر کسی فیصلہ پر ججوں اور وکلاء کی طرف سے کوئی اعتراض نہ اٹھایا گیا ہو۔
(5) اگر فیصلہ میں عالمانہ دلائل دیئے گئے ہوں اور دوسرے مفکرین سے بھی صلاح و مشورہ لیا گیا ہو۔
(6) اگر نظیر کے بعد اس موضوع پر کوئی ایکٹ پاس ہو جائے جو اس فیصلہ کے خلاف نہ ہو تو اس نظیر کو پہلے سے زیادہ تقویت حاصل ہوتی ہے۔

نظائر کی قوت کم کرنے والے واقعات

(1) اگر تمام جج باہم متفق نہ ہوں اور ان میں اختلاف رائے بھی ہو۔
(2) کسی مخالف فیصلہ کے نوٹس کو زیر بحث نہ لایا جائے تو نظیر کمزور ہو جاتی ہے۔
(3) جس فیصلہ کی کوئی سند نہ ہو ایسے مقدمہ پر اعتماد کرنے میں غلطی کرنا۔
(4) اگر فیصلہ ادھورا رہ جائے تو نظیر کمزور ہو جاتی ہے۔
(5) ایسا فیصلہ جس میں فریقین کا راضی نامہ ہو گیا ہو یعنی وہ مصالحت پر مبنی ہو۔
(6) کسی فریق کی غیر حاضری میں کیا جانے والا ایک طرفہ فیصلہ
(7) عدالت کا بحث سنے بغیر فیصلہ کر دینا۔
(8) مقدمہ پر پورے دلائل پیش نہ ہونا اور عدالت کا جلد بازی سے کام لینا۔
(9) مقدمہ کے بعض حصے قارئین سے اوجھل رکھنا اور مقدمہ کو مناسب طریقہ سے رپورٹ نہ کرنا۔
(10) ججوں کا فیصلہ پر تو اتفاق ہونا مگر دلائل مختلف ہونا۔
(11) کسی خاص تکلیف یا دشواری کو دور کرنے کے لئے کوئی فیصلہ کرنا۔
(12) فیصلہ کا انصاف پر مبنی نہ ہونا۔

مصنوعی برفباری

جاپان میں موسم کے بارے میں اپنی نوعیت کی ایک انوکھی ریسرچ کی جا رہی ہے۔ وسطی جاپان کے پہاڑوں میں کی جانے والی اس ریسرچ کا مقصد موقعہ پر ہی مصنوعی برفباری کرنا ہے۔ اب تک مصنوعی بارش تو کی جاتی رہی ہے لیکن مصنوعی برف باری پہلی مرتبہ کی جائے گی۔ سائنس دانوں نے تین منزلہ عمارت میں برف اور بارش بنانے والے آلات نصب کئے ہیں اور ساتھ ہی مصنوعی ہواؤں اور روشنی کا انتظام کیا گیا ہے مصنوعی روشنیوں سے سمتی ریڈی ایشن، درجہ حرارت اور حبس کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ یہ تمام آلات ایسا فطری ماحول پیدا کرتے ہیں جو کہ برف باری کے لئے ضروری ہے جاپان کے ارضیاتی سائنس کے نیشنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ایک سائنس دان اٹسوچی ساتو کا کہنا ہے کہ اب ہمیں برف باری کے لئے خاص موسم کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا ان تجربات کے دوران یہ بھی معلوم کیا جائے گا کہ پہاڑوں پر برفانی طوفان کیسے آتے ہیں؟ نیز یہ جان لینے کے بعد کہ برف کس طرح پگھلتی ہے سیلابوں کے بارے میں بہتر پیشگوئی کی جا سکے گی۔

(روزنامہ جنگ سنڈے میگزین 2- اگست 98ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے وطن کی سیر

محمد مقصود احمد منیب

ایبٹ آباد

ابھی تک ہے نظر میں وہ شہر سبزہ و گل
جہاں گھٹائیں سر رہگذار جھومتی ہیں
جہاں ستارے اترتے ہیں جگنوؤں کی طرح
جہاں پہاڑوں کی قوسیں فلک کو چومتی ہیں
تمام رات جہاں چاندنی کی خوشبوئیں
چنار و سرو کی پرچھائیوں میں گھومتی ہیں۔
میں لوٹ کے آیا ہوں اس شہر سبزہ و گل سے
مگر حیات انہی ساعتوں پر مرتی ہے
(احمد فراز)

پاکستان کی مشہور سیرگاہ خوبصورت تفریحی مقام۔ اہم فوجی تربیت گاہ' پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے 126 کلومیٹر دور ہزارہ ڈویژن میں شاہراہ ریشم پر ایک چھوٹی سی حسین وادی ایک خوبصورت شہر کی صورت میں سجی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

یہ ایبٹ آباد ہے۔ سطح سمندر سے 4200 فٹ بلند جدید طرز کے شہر ایبٹ آباد کا کل رقبہ 12 مربع میل ہے اور آبادی تقریباً ایک لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

1847ء میں میجر جیمز ایبٹ نے اس شہر کی بنیاد رکھی جن کو سکھوں کے ہزارہ کے اقتدار کے خاتمے کے بعد پہلے ڈپٹی کمشنر کے طور پر متعین کیا گیا۔ اس شہر کو شملہ اور مری کے ساتھ ساتھ ایک ہل سٹیشن اور فوجی چھاؤنی کے طور پر منظم اور نہایت ہی خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا۔

انگریزی طرز کے باغات اور گوتھک (Gothic) طرز تعمیر پر بنے ہوئے گرجے اور رہائشی مکانات آج بھی اس دور کی ایک یادگار جھلک پیش کرتے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد "پاکستان ملٹری اکیڈیمی" ایبٹ آباد میں قائم کی گئی۔ کاکول اکیڈیمی جو ایبٹ آباد سے شمال مشرق میں آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے پاکستان کی سب سے بڑی فوجی تربیت گاہ کے طور پر جانی جاتی ہے کاکول کی عقبی پہاڑیوں سے ہی فاسفیٹ دریافت ہوا ہے جس کے منصوبے پر حکومت پاکستان نے کام بھی شروع کروا دیا ہے۔

تعلیمی سہولیات مہیا کرنے کے لئے ایبٹ آباد میں طلباء کے لئے ایک مڈل سکول اور تین ہائی سکول ہیں۔ اور کالجوں میں پوسٹ گریجویٹ کالج کامرس کالج' ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ اور آرمی سیٹز برن ہال کالج شامل ہیں۔

طالبات کے لئے دو مڈل سکول اور تین ہائی سکول موجود ہیں۔

1979ء میں شہر سے چھ کلومیٹر دور منڈیاں کے مقام پر ایوب میڈیکل کالج تعمیر کیا گیا جس کے ساتھ ایک میڈیکل کمپلیکس زیر تعمیر ہے۔ ایوب میڈکل کالج سے آگے تین کلومیٹر کے فاصلے پر نہایت معیاری سکول "ایبٹ آباد پبلک سکول بھی موجود ہے۔ ان درس گاہوں کے علاوہ شہر میں کئی ایک مذہبی درس گاہیں بھی قائم ہیں۔

شہر میں شاہراہ ریشم کے کنارے کنارے چھ سات کلومیٹر تک دونوں جانب مختلف سرکاری محکمہ جات کے دفاتر پرائیوٹ شفاخانے' سرکاری و نجی عمارتیں' رہائش گاہیں اور چھوٹے بڑے ہوٹل دکھائی دیتے ہیں۔ گذشتہ ایک دہائی میں آباد ہونے والا یہ علاقہ ایبٹ آباد کی نئی آبادی میں شمار ہوتا ہے۔

سیر کے لئے ایک تفریحی مقام لیڈی گارڈن بھی بنایا گیا ہے۔ جو شہر کے شمالی کنارے پر چھاؤنی کی حدود میں واقع ہے۔

شہر کے وسط میں تفریح کے لئے ایک جناح باغ موجود ہے۔ جس میں ایک طرف ٹاؤن ہال ہے اور دوسری طرف ڈسٹرکٹ کونسل ہال کی عمارت ہے۔ جناح باغ اور اس کی ملحقہ عمارات سیاسی' ادبی' سماجی اور سرکاری اجتماعات کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ جناح باغ کے کنارے پر بلدیہ کا دفتر اور لائبریری بھی قائم ہے۔

شہر کے وسط میں ایک جامع مسجد المعروف بہ الیاسی مسجد کے علاوہ شہر کے مشرقی کنارے پر نسبتاً ایک پرسکون مقام پر البدر کے نام سے چند برس پہلے ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے۔

الیاسی مسجد کے نیچے ایک تالاب ہے جس میں رنگ برنگی مچھلیاں تیرتی ہوئی ایک خوبصورت نظارہ پیش کرتی ہیں۔

سطح سمندر سے 6228 فٹ بلند ایبٹ آباد کا مشہور پہاڑ کوہ سربن' ایبٹ آباد کے لئے نشان افتخار ہے۔ کوہ سربن پر کھڑے ہو کر ایبٹ آباد شہر کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

شملہ ایبٹ آباد کی ایک دوسری مشہور سیرگاہ ہے قیام پاکستان سے قبل بھی یہاں پر عارضی طور پر انتظامی اور فوجی کیمپ لگائے جاتے تھے نیز تفریحی مقاصد بھی حاصل کئے جاتے تھے۔ چیڑ کے درختوں میں گھری ہوئی شملہ پہاڑی آج بھی مقامی لوگوں اور سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے۔

بہت سے لوگ اپنی شامیں یہاں گذارتے ہیں۔

شملہ پہاڑی کے بالمقابل چند فرلانگ دور دوسری پہاڑی پر گورنر ہاؤس کی خوبصورت عمارت نظر آتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سرکاری ریسٹ ہاؤس بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ پاکستان کے صوبہ سرحد کی اسمبلی کا اجلاس اس جگہ بلایا جاتا ہے۔

جماعتی اعتبار سے ایبٹ آباد ہمارے لئے اس طرح اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے مشہور رفیق حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب جنہیں حضرت مسیح موعود نے مباحثہ مدّ میں اپنی طرف سے بھجوایا تھا اور جنہیں حضرت مسیح موعود نے اپنے عربی اشعار میں غضنفر یعنی شیر کے خطاب سے نوازا ہے۔ آپ ایبٹ آباد کی جامع مسجد کے امام بھی رہے ہیں۔ اور اس سے ملحقہ مدرسہ میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے ایک رفیق حضرت شیخ نور احمد صاحب وکیل نے 1901ء میں دھرم کوٹ ضلع گورداسپور سے ایبٹ آباد میں رہائش اختیار کی۔ اور احمدیت کی بنیاد ایبٹ آباد میں رکھی۔ اور ابتدائی زمانہ میں آپ کے ہی گھر پر نماز باجماعت کی ادائیگی ہوتی رہی۔ بعد ازاں ٹیلر ماسٹر رحمت اللہ صاحب احمدی ہوئے اور اس طرح ایبٹ آباد میں احمدیت کا نفوذ بڑھنے لگا۔

ہجرت کر کے ایبٹ آباد میں آباد ہونے والے رفقاء میں ایک اور اہم نام حضرت مولوی عبدالحق صاحب کا ہے جو حضرت مولوی سعید عمر صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ محلہ کیال ایبٹ آباد میں جماعت نے رہائشی علاقے میں ایک جگہ خرید کر یہاں بیت بنائی تھی۔ جس میں سالہا سال نمازیں اور جمعہ ہوتے رہے۔ مربی ہاؤس کے طور پر شہر کے وسط میں ایک عمارت خریدی گئی لیکن 1974ء کے حالات میں محلہ کیل کی بیت کو بند کر دیا گیا۔

ایبٹ آباد کی اہمیت اس طرح بھی بڑھتی ہے کہ حضرت خلیفہ " المسیح الثانی اور حضرت خلیفہ " المسیح الثالث یہاں پر تشریف لے جاتے رہے ہیں۔ حضرت خلیفہ " المسیح الثالث کو ایبٹ آباد سے ایک خاص لگاؤ تھا۔ اور آپ گرمیوں میں پارک ہاؤس ایبٹ آباد میں قیام فرما ہوتے تھے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سائنس کی دنیا

سید ظہور احمد شاہ

انٹرنیٹ

وحدت کی جانب ایک زبردست قدم

انٹرنیٹ گلوبل ویلج کا لفظ اب عام استعمال ہوتا ہے جس کا آسان مطلب یہ ہے کہ تمام دنیا کے ممالک اور لوگ اب اتنا قریب آچکے ہیں کہ کسی ملک میں ہونے والا واقعہ 'خبر' حادثہ 'یا ایجاد منٹوں میں دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جاتی ہے۔ اور ہمیں اس صورت حال تک پہنچانے میں سب سے بڑا کردار انٹرنیٹ نے کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ دن دور نہیں جب ہر گھر میں انٹرنیٹ اسی طرح اور اسی آسانی سے استعمال ہونے لگے گا جس طرح کہ آج آپ اپنے گھر میں ٹی۔وی کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی مفید اور کار آمد ایجاد ہے جس کے ذریعے معلومات اور اطلاعات انتہائی تیزی کے ساتھ آپ تک پہنچ جاتی ہیں۔

ابتدا کب ہوئی 1989ء میں امریکہ کے محکمہ دفاع نے اپنی ضروریات کے تحت اس منصوبہ کی ابتدا کی۔ ابتدائی تجربہ صرف چار کمپیوٹروں پر کیا گیا جو ایک دوسرے سے طویل فاصلے پر رکھے گئے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو نوڈ کا نام دیا گیا۔ جب یہ تجربہ کامیاب ہو گیا اور اس کا علم دوسرے سائنس دانوں اور یونیورسٹیوں کو ہوا تو انہوں نے بھی اس میں دلچسپی ظاہر کی اور جلد ہی یہ سہولت حاصل کر لی۔ اور اس وقت سے فوج کے علاوہ سول اداروں نے بھی اس پر تحقیق شروع کر دی اور اسے بہتر سے بہتر بنانے کی تگ و دو میں لگ گئے۔ اور اس میں جلد جلد ترقی شروع ہو گئی اور اسی تیزی سے اس کو استعمال کرنے کی دوڑ شروع ہو گئی اور آخر کار امریکہ کی نیشنل سائنس فاؤنڈیشن نے اس بڑھتے ہوئے ہجوم کو قابو کرنے کے لئے اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے 1990ء میں پانچ سپر کمپیوٹروں کی مدد سے این۔ایس۔ایف نیٹ کی بنیاد رکھی۔ لیکن جلد ہی یہ نیا نیٹ بھی کافی ثابت نہ ہوا اور پھر تجارتی اور غیر تجارتی نوعیت کے نیٹ ورکس میدان میں آنا شروع ہو گئے۔ اور اس طرح "این ایس ایف نیٹ" کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اور بالآخر انٹرنیشنل نیٹ ورک وجود میں آیا۔ جسے آج ہم سبھی انٹرنیٹ کے نام سے جانتے ہیں۔

انتہائی تیز رفتاری جس تیز رفتاری سے اور جتنی جلدی انٹرنیٹ نے ترقی کی ہے اور مقبولیت حاصل کی ہے اتنی تیزی کسی بھی دوسری ایجاد یا ٹیکنالوجی کے حصے میں نہیں آئی۔ اور یہ مزید ترقی کی راہ پر مزید تیزی سے گامزن ہے۔ انٹرنیٹ کی مقبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بتایا جاتا ہے کہ ہر چھ ماہ بعد اسے استعمال کرنے والوں کی تعداد دگنی ہو جاتی ہے۔

انٹرنیٹ کے فائدے

ابلاغ انٹرنیٹ دنیائے ابلاغ (Communication) میں تیز ترین رابطے کا ذریعہ ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ایک مثال آپ کی مدد کرے گی۔

یونیورسٹی میں داخلہ آپ ایک طالب علم ہیں اور ملک میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے کسی دوسرے ملک کی یونیورسٹی میں داخلہ لینا چاہتے ہیں تو آج بھی اکثر کو یہی کرنا ہو گا کہ اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ کو مختلف ملکوں کے قونصل خانوں یا ثقافتی مراکز کی لائبریریوں سے معلومات حاصل کرنی ہوں گی پھر جہاں آپ نے داخلہ لینا ہے اس غیر ملکی یونیورسٹی سے خط و کتابت کرنی ہو گی اور اس میں کم سے کم کئی ہفتے یا مہینے بھی لگ سکتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ لیکن انٹرنیٹ کے ذریعے آپ زیادہ سے زیادہ گھنٹہ دو گھنٹے میں دنیا کی کسی بھی یونیورسٹی کالج یا کمپنی کے بارے میں بھرپور معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔ لیکن ٹھہریئے اس میں صرف ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ جس ادارے سے آپ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس ادارے نے مطلوبہ معلومات پہلے سے ویب سائٹ (Website) کو مہیا کر رکھی ہوں۔

لوازمات انٹرنیٹ کے لوازمات میں آپ کے پاس مناسب کمپیوٹر، ٹیلی فون لائن ہونا ضروری ہے اور اس کے ساتھ ہی کسی انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کرنے والے ادارے کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ آپ ادارے سے رجوع کریں اس سے آپ مزید تمام معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

ای- میل انٹرنیٹ کا ایک استعمال ای- میل کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ اور انٹرنیٹ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے پیش نظر ایک امریکی کمپنی نے امریکہ کے تمام بڑے ہوائی اڈوں کے باہر ٹیلی فون بوتھ کی طرز پر "ای- میل- بوتھ" لگانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اس طرح کوئی بھی شخص جہاز سے اتر کر اپنے دور دراز رہائش پذیر اہل خانہ کو اپنی خیریت سے بآسانی مطلع کر سکتا ہے۔ بیرونی کال کی نسبت سے ای میل پر اخراجات بھی بہت کم آتے ہیں۔ اور بسا اوقات تو اس کا خرچ ڈاک خرچ سے بھی کم ہوتا ہے۔ فی الحال اس کا معاوضہ صرف 25 سینٹ فی منٹ رکھا گیا ہے۔ جس تیزی سے ہمارے ملک میں بھی انٹرنیٹ کی مقبولیت بڑھ رہی ہے تو امید کی جاسکتی ہے کہ جلد ہی یہاں بھی امریکہ کی طرح ایسے ہی "ای- میل- بوتھ" کا استعمال شروع ہو سکے گا۔

بقیہ صفحہ 4

بہرحال یہ ان کی زندگی کے کچھ واقعات ہیں۔ جو انہوں نے خود لکھوائے ہوئے تھے۔ وہ میں نے اسی طرح لکھ دیئے ہیں۔ جس طرح انہوں نے لکھوائے تھے۔ کچھ چھوٹے چھوٹے واقعات اور بھی ہیں۔ جن کا وہ اکثر ذکر کیا کرتے تھے۔

واقعہ نمبر9

مثلاً ایک ان میں سے ان کا خاص واقعہ یہ ہے کہ یہ جب بھی قادیان جاتے۔ تو چونکہ بچپن کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان کا سب سے بڑا شوق یہ ہوتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے پاس بیٹھیں اور ان کو دبائیں اور ان کی خدمت کریں۔ اور ان کی صحبت سے فیض حاصل کریں۔ چنانچہ ان کو جب بھی کہیں حضرت مسیح موعود کو دبانے کا موقع ملتا۔ تو یہ فوراً حضور کے پاس بیٹھ کر حضور کو دبانا شروع کر دیتے۔ اور اس طرح ان کو کبھی دائیں۔ اور کبھی حضور کے بائیں طرف دبانے کا موقع ملتا رہا۔ چنانچہ یہ اپنی اس بات کا ذکر کرتے ہوئے خود کہا کرتے تھے۔ کہ

مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو دائیں اور بائیں دونوں طرف دبانے کا بہت موقع عطا فرمایا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جو بات وہ خاص طور پر کہا کرتے تھے۔ وہ یہ ہے۔ کہ "حضرت مسیح موعود کے چہرے پر اتنا نور تھا۔ کہ اس کی طرف زیادہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔"

پس ان کے چھوٹے چھوٹے واقعات میں سے یہ بھی ان کا ایک خاص واقعہ ہے۔ جو میں نے اس لئے لکھ دیا ہے۔ تاکہ حضرت مسیح موعود کی پاکیزہ صحبت کا جو تاثر ان کے ذہن میں تھا۔ وہ بھی ریکارڈ میں آجائے۔

★......★......★......★

اطلاعات واعلانات

نکاح

○ عزیزہ سعدیہ حنا صاحبہ بنت مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب صدر- دارالصدر شمالی کا نکاح مورخہ 14- اگست 1998ء بروز جمعۃ المبارک بیت الانوار صدر شمالی میں ہمراہ عزیز مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب ٹی- آئی- کالج ربوہ مبلغ ایک لاکھ ایک ہزار ایک صد ایک روپیہ حق مہر پر محترم مولانا دوست محمد شاہد مورخ احمدیت نے پڑھا عزیزہ سعدیہ حنا صاحبہ محترم چوہدری عطا محمد صاحب مرحوم تحصیل دار و سیکرٹری تعمیر کی پوتی اور عزیز ناصر احمد صاحب الحاج فتح محمد صاحب آف ڈیرہ غازی خان ابتدائی رفیق حضرت مسیح موعود کے پڑپوتے ہیں۔

محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ صدر- صدر انجمن احمدیہ نے از راہ شفقت شمولیت فرما کر دعا اور برکت سے نوازا۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نکاح ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔

ولادت

○ مکرم حافظ سعید الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 98-7-28 کو بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب حافظ آبادی حال دارالفضل شرقی ربوہ کی پوتی اور مکرم محمد یوسف صاحب چینی کی نواسی ہے۔

حضرت صاحب نے از راہ شفقت بچی کا نام "ماہدہ رحمٰن" عطا فرمایا ہے۔

بچی کے نیک صالحہ، باعمر خادمہ دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم طاہر محمود صاحب حال مقیم جرمنی ابن مکرم عبدالرحمٰن صاحب حافظ آبادی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 98-7-25 کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم محمد اسلم صاحب آف جرمنی کا نواسہ ہے۔ بچے کا نام "مبرور احمد" تجویز ہوا ہے۔ بچے کے نیک خادم دین ہونے اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے ماموں مکرم سردار عبدالرشید صاحب ابن حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر رفیق حضرت مسیح موعود اور برادر خورد مکرم ڈاکٹر احسان علی صاحب مرحوم 8- اگست 1998ء کینیڈا میں وفات پا گئے۔ آپ چند ماہ قبل کینیڈا گئے تھے کہ اچانک دل اور گردے کے عوارض میں بے ہوش ہو کر 18 روز ہسپتال میں داخل رہے۔ آپ کی پیدائش 3- مئی 1929ء کو ہوئی اس طرح 69 سال عمر پائی کینیڈا میں مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور جو اس وقت وہاں موجود تھے نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ربوہ بیت مبارک میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا بھی آپ نے ہی کروائی۔ موصوف کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بابو فضل الرحمان صاحب مرحوم ساکن گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ جو مکرم ناصر احمد بجہ صاحب ناظم انصاراللہ ضلع میرپور خاص کی بڑی ہمشیرہ تھیں مورخہ 98-8-9 کو جرمنی میں وفات پا گئیں۔ انہوں نے اپنی یادگار دو بیٹے چھوڑے ہیں۔

احباب سے موصوفہ کی بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل ملنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم فقیر محمد عاصی صاحب سیکرٹری مال گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ پیشاب کی بندش کی وجہ سے علیل ہیں۔

○ محترمہ جنت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالمجید بھٹی صاحب کوٹ امیر خان جلہن ضلع حافظ آباد تین ماہ سے شوگر کی وجہ سے علیل ہیں۔ اور سی ایم ایچ راہوالی میں داخل ہیں۔

نیز مکرم عبدالعزیز بھٹی صاحب جلہن حال ابو ظہبی کو دل کی تکلیف ہے۔

○ مکرم نورالدین صاحب دارالعلوم جنوبی ربوہ حال مقیم آکسفورڈ انگلینڈ پھیپھڑوں کے کینسر کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم فیاض احمد خان صاحب "خان سینٹری ورکس ربوہ" کی اہلیہ محترمہ کا رسولی کا اپریشن فضل عمر ہسپتال ربوہ میں متوقع ہے۔

احباب ان سب کی صحت کاملہ وعاجلہ کے دعا کریں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اعلان داخلہ ہوسٹل

دارالاکرام بیوت الحمد ربوہ

○ ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے والے احمدی طلباء کے لئے ہوسٹل کی سہولت

ربوہ کے تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے احمدی طلباء کے لئے نظارت تعلیم کے زیر انتظام ہوسٹل "دارالاکرام" بیوت الحمد کالونی ربوہ میں قائم ہے۔ جہاں چند سیٹیں خالی ہیں۔ ربوہ کے تعلیمی اداروں میں داخلہ لینے والے طلبہ اس سہولت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اعلان داخلہ الخیر یونیورسٹی

کالجز لاہور

○ الخیر یونیورسٹی کالجز لاہور نے 1998ء سے شروع ہونے والے سیشن کے لئے مندرجہ ذیل پروگرامز میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

1- ایم بی اے- 2- ایم ایس سی کمپیوٹر سائنس- 3- بی ایس سی کمپیوٹر انجینئرنگ- 4- بی- آر کیٹیکچر- 5- بی- ٹیکسٹائل ڈیزائن- 6- بی ایڈورٹائزنگ ڈیزائن- 7- بی فائن آرٹس۔

داخلہ فارمز جمع کروانے کی آخری تاریخ 98-8-29 مقرر ہے۔

مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ "جنگ" 98-8-13 ملاحظہ فرماویں یا الخیر یونیورسٹی کالجز لاہور

11-E-24 نزد نیشنل ہاکی سٹیڈیم گلبرک III لاہور- فون 5759437- 5712550 سے رابطہ فرماویں۔

اعلان داخلہ الخیر یونیورسٹی

بی- ایڈ- ایم ایڈ کلاسز

○ تمام گریجوایٹ طلباء و طالبات داخلہ کے اہل ہیں مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ 98-8-10 ملاحظہ فرماویں۔

درخواست فارم و پراسپکٹس کالج کے آفس سے دستیاب ہیں۔

(نظارت تعلیم)

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
قائم شدہ 1958ء
قند شفاء نزلہ، زکام اور فلو کے لئے
جوشاندے کا انسٹنٹ پوڈر۔ فوری تیاری اور فوری اثر
حب سعال کھانسی خشک اور تر کے
لئے چوسنے کی بہترین گولیاں۔
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار ربوہ
☎: 211538

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 19- اگست- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 32 سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 39 سنٹی گریڈ
20- اگست غروب آفتاب 6-49
21- اگست طلوع آفتاب 5-35

عالمی خبریں

امریکہ کے صدر کلنٹن نے مونیکا سکینڈل میں خاتون مذکورہ سے اپنے تعلقات کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی قوم اور اپنی اہلیہ اور بیٹی سے معافی مانگ لی ہے۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ پہلے اس بارے میں انہوں نے غلط بیان دیا تھا لیکن اس کا مقصد اپنی بیوی اور بیٹی کو دکھ سے بچانا تھا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ میں نے کسی کو جھوٹ بولنے، گواہی چھپانے یا کوئی غیر قانونی کام کرنے کو نہیں کہا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے میرا مواخذہ ہو سکے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ صدر کی نجی زندگی کو اچھالنے سے نہ صرف صدر امریکہ بلکہ امریکہ کا وقار دنیا بھر میں مجروح ہوا۔ 23- رکنی جیوری کے روبرو صدر کا بیان چار گھنٹے جاری رہا۔ اس تحقیقات پر جواب مکمل ہو گئی ہے 4 کروڑ ڈالر خرچ آئے اور 4 سال صرف ہوئے۔

امریکی صدر کے اعتراف گناہ کی خبر دنیا بھر میں دلچسپی اور حیرانگی سے سنی گئی۔ آسٹریلین ٹی وی نے کہا کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا ڈرامہ ہے۔ فلپائن کے صدر نے کہا کہ ایک صدر انسان بھی ہوتا ہے۔

صدر کلنٹن کے اعتراف کے بعد اب ان کا مستقبل غیر یقینی ہو گیا ہے۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ گناہ قبول کر لینے سے گناہ گار کو بری نہیں کیا جا سکتا۔ بی بی سی نے کہا کہ فوری طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔ تاہم قانونی اور سیاسی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

صدر کلنٹن کی مقبولیت میں ان کے اعتراف کے بعد کوئی نمایاں کمی نہیں ہوئی۔ اس اعتراف کے فوراً بعد امریکیوں کی رائے جاننے کا جو سروے کیا گیا اس کے مطابق 53 فیصد امریکیوں نے صدر کے حق میں فیصلہ دیا۔ 25 فیصد ان کا مواخذہ چاہتے ہیں۔ صدر کلنٹن کی حمایت میں خواتین مردوں سے بازی لے گئیں۔

آسٹرین ٹی وی نے کہا ہے کہ صرف الزام لگنے پر امریکی صدر کی برطرفی مشکل ہے۔ رومانیہ میں صدر کلنٹن کے حق میں مظاہرہ ہوا۔ سویڈن میں ان کے بیان کو اہمیت نہیں ملی۔

امریکی اپوزیشن نے کہا ہے کہ صدر نے 4 کروڑ ڈالر برباد کرنے کے بعد اور 7 ماہ گذارنے کے بعد سچ بولا ہے۔ نائب صدر الگور نے کہا کہ صدر نے غلطی تسلیم کی جو قابل فخر ہے۔

امریکی صدر نے سکینڈل کے بارے میں قوم سے 4 منٹ خطاب کیا ان کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں نیند تھی اور ماتھے پر بل تھے۔

بھارتی سپریم کورٹ نے وزیراعظم واجپائی کے متنازعہ تبادلے روک دیئے ہیں۔ بھارتی وزیراعظم کو بیماری کے بعد اس واقعے سے ایک اور جھٹکا لگا ہے۔ سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ ایسے افسر جو بدعنوانیوں کی چھان بین کر رہے تھے ان کے تبادلے سے ہمیں دکھ ہوا ہے۔ یہ افسر سیاستدانوں اور بینکاروں کی بدعنوانیوں کی تحقیقات کر رہے تھے۔ عام تاثر یہ تھا کہ یہ تبادلے حکومت کی ناراض اتحادی جے للیتا کے کہنے پر کیے گئے ہیں۔

بھارتی وزیراعظم واجپائی جن کی عمر 71 سال ہے۔ جسمانی طور پر کمزور ہو چکے ہیں۔ وہ تھکے تھکے نظر آتے ہیں۔ ان کی آواز میں بھی پہلے جیسی گرج نہیں رہی۔

بھارت کے ریٹائرڈ میجر جنرل ڈی سوزا نے کہا ہے کہ اگر جنگ چھڑی تو آدھا ممبئی 15 سیکنڈ میں تباہ ہو جائے گا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ملکی خبریں

271- امریکی سفارت کاروں سمیت 600 امریکیوں نے پاکستان چھوڑ دیا۔ یہ سفارت کار اسلام آباد، پشاور، کراچی اور لاہور میں تعینات تھے واپس جانے والوں میں ان کے اہل خانہ بھی شامل تھے۔ تمام افراد کو چارٹرڈ طیاروں کے ذریعہ روانہ کیا گیا۔ سفارت خانوں کا 55 فیصد عملہ واپس جائے گا۔

پاکستان بھر میں امریکی دفاتر کے اردگرد حفاظتی انتظامات مزید سخت کرنے کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ امریکہ کی جانب سے اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے متوقع آپریشن کی خبروں کے بعد طالبان نے اسامہ کے گرد تین حفاظتی حصار قائم کر دیئے ہیں۔

افغانستان میں آپریشن کے لئے امریکہ پاکستان کی سرزمین استعمال نہیں کر سکتا۔ حکومت پاکستان کے ترجمان نے ان خبروں کو قطعی طور پر بے بنیاد قرار دیا ہے کہ حکومت پاکستان نے امریکہ کو افغانستان میں کسی آپریشن کے لئے پاکستانی سرزمین کے استعمال کی اجازت دی ہے ترجمان نے واضح کیا ہے کہ پاکستان ایک آزاد اور خود مختار ملک ہے۔ ہمیں امریکیوں سے زیادہ اپنے مفادات عزیز ہیں۔ اسامہ بن لادن سے پاکستان کا کوئی تعلق نہیں۔ آج جن لوگوں کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے انہیں تربیت خود امریکہ نے ہی دی تھی۔

سندھ ہائی کورٹ میں اٹارنی جنرل پر حملہ کر دیا گیا۔ ان پر انڈوں اور ٹماٹروں سے حملہ کیا گیا۔ ایک تھپڑ بھی مارا گیا۔ ہنگامہ آرائی کے الزام میں درجن سے زائد پیپلز پارٹی کے کارکن گرفتار کر لئے گئے اٹارنی جنرل چوہدری فاروق چیف جسٹس کی عدالت سے باہر نکلے ہی تھے کہ ناہید خان کے مبینہ اشارے پر تین جیالے ان پر ٹوٹ پڑے۔ مخالفانہ نعرے بازی کرتے رہے۔ وکلاء چھڑانے کی کوشش کرتے رہے۔ ملزمان نے بعد ازاں بتایا کہ انڈے اور ٹماٹر ناہید خان نے دیئے تھے۔

امریکی سفیر نے کہا ہے امریکیوں کی وطن واپسی عارضی ہے۔ حالات ٹھیک ہونے پر پاکستان واپس آ جائیں گے۔ ہمیں پاکستان کی حفاظتی کوششوں پر اعتماد ہے۔

وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ ملک میں کوئی بحران نہیں۔ حکومت کو غیر مستحکم کرنے والے کامیاب نہیں ہوں گے۔ عوام کو جان و مال کا تحفظ فراہم کرنا حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ اقتصادی صورت حال بہتر بنانے کے لئے کئے گئے اقدامات کے بہت جلد مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔ پاکستان کے عوام کا مقدر عزت سے جینا اور مرنا ہے۔ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے کالاباغ ڈیم کے مخالفین کے عزائم قومی اتفاق رائے سے ناکام بنا دیں گے۔

پنجاب کے وزیراعلیٰ شہباز شریف نے دعویٰ کیا ہے کہ حکومت کے بدترین مخالف بھی اس پر بدعنوانی کا الزام نہیں لگا سکتے۔ انہوں نے امریکہ کے شہر شکاگو میں پاکستانیوں سے خطاب کیا۔

جمعیت علمائے اسلام (ف) کے صدر مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ حکومت اسی ماہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر رہی ہے۔ شہباز شریف کا دورۂ امریکہ اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ قوم کو چار بلین (ارب) ڈالر میں فروخت کیا جا رہا ہے۔

سندھ اسمبلی کے سپیکر جنہوں نے استعفیٰ دے کر سندھ حکومت مشکل سے دوچار کر دیا تھا۔ اب انہوں نے استعفیٰ واپس لے لیا ہے۔

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے
ہمارے ہاں تشریف لائیں
نسیم جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان 212837
رہائش 212175